حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ھے

● **محمد اسد خان ملتانی (فکرِ اقبال کا نمائندہ شاعر)**　　مصنف: ڈاکٹر مختار احمد ظفر

ضخامت: ۴۱۶ صفحات　قیمت: ۳۵۰ روپے　ناشر: بیکن بکس، ملتان/ لاہور　تبصرہ: جاوید اختر بھٹی

اسد ملتانی ۱۳ر دسمبر ۱۹۰۳ء کو ملتان میں پیدا ہوئے۔ ملتان اور لاہور سے تعلیم حاصل کی۔ ڈپٹی سیکرٹری کے عہدے تک ترقی کی۔۱۹۵۴ء میں آپ کو حج کی سعادت نصیب ہوئی۔اس سفر میں ماہر القادری ان کے ساتھ تھے۔آپ کو ۵۵ برس کی عمر میں ریٹائر ہونا تھا لیکن حکومت نے آپ کے تجربے اور قابلیت کے پیشِ نظر ملازمت میں توسیع کر دی۔ آپ کراچی سے راولپنڈی منتقل ہو گئے۔ سفر کی تکان کی وجہ سے طبیعت خراب ہو گئی اور ۲۰ دن کے بعد انھیں دل کا دورہ پڑا اور چوتھے روز ۱۷ر نومبر ۱۹۵۹ء کو ان کا انتقال ہو گیا۔ ۱۹ر نومبر کو ملتان کے حسن پروانہ قبرستان میں سپردِ خاک ہوئے۔ عزیز حاصل پوری نے قطعہ تاریخ وفات لکھا:

''آہ'' کے ساتھ مصرعِ تاریخِ عزیز
عازمِ خلد ہوئے آج اسد ملتانی
(۱۳۷۹ھ)

ڈاکٹر مختار احمد ظفر معروف ماہرِ تعلیم، محقق اور صحافی کے طور اپنی پہچان رکھتے ہیں۔ ان کی زیرِ نظر کتاب چھے ابواب پر مشتمل ہے۔

(۱) سوانح اور شخصی کوائف (۲) علمی و ادبی سرگرمیاں (۳) تصورِ حسن و ادب (۴) شعری سفر (۵) انتخابِ کلام (۶) تنقیدی و تحقیقی مضامین

یوں اسد ملتانی کے فن اور شخصیت تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔ اسد ملتانی وہ پہلے شاعر ہیں کہ جن کو پڑھ کر ہندوستان کے اہلِ علم ملتان کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان دنوں شاعری کا مزاج تبدیل ہو چکا تھا اور اقبال نے تو سب سے مختلف راستہ اختیار کیا۔ اسد ملتانی نے انھیں اپنا رہنما تسلیم کیا اور ان کی قیادت میں اپنا شعری سفر طے کیا۔ اسی حوالے نے ان کے فن کو وقار عطا کیا۔ ڈاکٹر مختار ظفر لکھتے ہیں:

> ''جناب اسد، حضرت علامہ کی ذات اور ان کے افکار میں اس قدر جذب ہو چکے تھے کہ تخیلاتی اور رویائی سطح پر بھی ان کا رشتہ تلمذ قائم تھا۔ اس ضمن میں ان کی نظم ''دعا'' ایک مثال ہے۔''

اسد ملتانی پر اقبال کا رنگ غالب رہا۔ اس لیے ہم ان کی شاعری کو اقبال کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اسد ملتانی کا مطالعہ، تھوڑی دیر کے لیے ہی سہی، اقبال کے اثر سے الگ ہو کر بھی کیا جائے۔

اسد ملتانی ''نمکدان'' میں بھی لکھا کرتے تھے۔ ان کی ایک نمکدانی غزل کے چند اشعار دیکھیے:

یہ جتنی بھی زبانیں ہیں مقامی　　بلند ان سے ہے اردوئے معلیٰ
میں لکھ دوں کچھ نمونے خوش خطی کے　　ذرا تختی پہ ملتانی تو مَل کر لا

اور ہم نے اسد ملتانی کی جس حیثیت کو نظر انداز کیا۔ وہ ان کی نقاد کی حیثیت ہے۔ انھوں نے ۳۰ ستمبر ۱۹۳۸ء میں خواجہ فرید پر ایک مضمون لکھا جو روزنامہ ''الشمس'' میں شائع ہوا۔ اس طرح وہ خواجہ صاحب پر لکھنے والوں میں پہلے یا ابتدائی لوگوں میں شمار کیے جائیں گے اور ان کی تحریر سے ہم خواجہ صاحب کی شہرت کے پھیلاؤ کا بھی اندازہ کر سکتے ہیں۔ اسد ملتانی لکھتے ہیں:

''خواجہ فرید یوں تو کئی حیثیتوں سے ممتاز شخصیت کے مالک ہیں۔ لیکن وہ امتیازِ خصوصی جس نے انھیں غیر معمولی شہرت بخشی، ان کی زندہ اور مقبول شاعری ہے۔ انھوں نے کچھ فارسی، اردو اور ہندی میں بھی کہا مگر ان کے جس کلام کو قبولِ عام کی سند حاصل ہوئی ہے۔ وہ ملتانی زبان میں ہے۔ ان کی بے مثال کافیاں اس قدر مقبول ہیں کہ شہر و دیہات میں خاص و عام، تعلیم یافتہ اور ان پڑھ لوگوں بلکہ عورتوں کے سب سے بڑے شاعر ہوئے ہیں اور اس زبان میں انھیں وہی حیثیت حاصل ہے جو سندھی زبان میں شاہ عبداللطیف یا پنجابی میں سید وارث شاہ کو۔ چنانچہ ان کا کلام پنجاب، سرحد، بلوچستان، سندھ اور راجپوتانہ تک بھی پہنچا ہے۔''

زیرِ نظر کتاب کا پیش لفظ ڈاکٹر اے بی اشرف، حرفے چند ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی اور حرفِ تقدیم پروفیسر جعفر بلوچ نے تحریر کیا ہے۔ پروفیسر جعفر بلوچ نے لکھا:

''اس کتاب کے مطالعے سے یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ ڈاکٹر مختار ظفر نے یہ کتاب اپنے موضوع سے گہرے تعلق خاطر کی رو میں لکھی ہے۔ یہی تعلق خاطر ہے جو عشاق کی راہ میں برضا و رغبت اپنا خونِ جگر نثار کرنے پر آمادہ کرتا ہے اور اس سے اس جہانِ آب و گل میں معجزات کا ظہور ہوتا ہے۔''

پروفیسر جعفر بلوچ مرحوم کے اس شاندار خراجِ تحسین کے بعد مزید کسی رائے کی ضرورت نہیں رہتی۔

● **راجہ محمد عبداللہ نیاز (خطۂ ملتان کی تحقیقی اور قومی شعری روایت کا منفرد حوالہ)**　مصنف: ڈاکٹر مختار احمد ظفر
ضخامت: ۲۷۲ صفحات　قیمت: ۴۰۰ روپے　ناشر: بیکن بکس، ملتان/ لاہور　تبصرہ: جاوید اختر بھٹی

راجہ صاحب مایہ ناز استاد، معروف ادیب اور شاعر تھے۔ ملتان کے شعراء میں ان کا مقام بلند تھا۔ وہ مستند محقق تھے۔ ان کی مادری زبان سرائیکی تھی لیکن وہ فارسی، عربی اور انگریزی پر کامل دسترس رکھتے تھے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ان سے اشعار سن کر سر دھنا کرتے تھے اور ان کا بہت احترام کرتے تھے۔ اپنے دور کے تمام بڑے شاعروں اور ادیبوں سے انھوں نے خراجِ تحسین حاصل کیا۔

راجہ صاحب کا اصل نام محمد عبداللہ اور نیاز تخلص تھا۔ پہلے مولوی پھر علامہ اور آخر میں راجہ کا لفظ ان کے نام کا جزو بن گیا۔ وہ ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے ۱۹۱۳ء میں میٹرک اور ۱۹۱۵ء میں انٹر کا امتحان پاس کیا۔ ایم اے فارسی کا امتحان دیا تو پنجاب بھر میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔

راجہ صاحب فطرتاً بڑے یار باش، خوش مذاق اور خوش نظر تھے۔ مگر اذیت پسندانہ اندازِ نظر نے انھیں برہم مزاج بنا دیا۔ عام آدمی کے نزدیک بیٹھنا گوارا نہ کرتے تھے۔ طبیعت میں شگفتگی کے ساتھ ساتھ جلال بھی تھا۔ کسی پر غصہ آتا تو اس پر برستے ہی چلے جاتے تھے۔ راجہ صاحب کے مزاج نے ان کی اولاد میں بھی باغیانہ رویہ پیدا کر دیا۔